بڑے حصے کا روحانی ورثہ اور امن دیک جہتی کی علامت ہے۔"

کارڈینل سوڈانو کے الفاظ میں یروشلم پر "دو قوموں کا دعویٰ ہے کہ یہ ان کا دارالحکومت ہے اور تین مذاہب کے پیروکار اسے اپنا روحانی وطن خیال کرتے ہیں' مگر بدقسمتی سے یہ اب تک مسلسل عداوت کا مرکز بنا ہوا ہے۔" اگر یہ عداوت تشدد کی شکل میں نہیں' تو کم از کم "کسی ایک قوم کے بلاشرکت غیرے ملکیت کے دعوے" کی شکل میں ضرور دیکھی جاسکتی ہے۔

کارڈینل سوڈانو کی رائے میں یروشلم میں "پاپائی وفد" کی موجودگی "پوپ کی جانب سے تمام بنی نوع انسان کے نام ایک دعوت ہے کہ مقدس شہر کو اپنے کار مفوضہ کے لیے خود فیصلہ کرنے دیا جائے اور کار مفوضہ یہ ہے وہ اپنے باسیوں کے لیے امن و آزادی کا گہوارہ ہو' اور پوری دنیا کے لیے عبادت' میل جول اور مکالمے کی جگہ بنے" مگر "اس وقت تو یہ صرف محض ایک امید ہے۔"

مصر: ایونجلازم کی پیش رفت

ایونجلیکل جریدے "کرسچینٹی ٹوڈے" نے ۱۱ اگست ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں "شہیدوں کا چرچ" کے زیر عنوان مصر کے قبطیوں اور دوسرے مسیحیوں کے بارے میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ مضمون کی ذیلی سرخی ہے۔ "قبطی امتیازی سلوک' قانونی پابندیوں اور قتل و غارت کے علی الرغم پھل پھول رہے ہیں۔" اس سرخی سے مندرجات کا کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مصر کے قبطی مسیحیوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے' اس کی تلخیص پیش کی جاتی ہے۔ مدیر

اگرچہ مشرق وسطی کی مسیحی برادری کو اولاً" لوگوں کے بیرون ملک نقل مکانی کرنے' اور ثانیاً" مسلمانوں کے ساتھ شادی بیاہ کرنے سے سخت نقصان پہنچا ہے' تاہم مصر کے میتھوڈسٹ' پریسٹرین' پینٹے کوسٹل اور آرتھوڈوکس چرچوں کے ارکان میں نمایاں اضافہ ہورہا ہے' اور نئے چرچ وجود میں آرہے ہیں۔

مصر میں مسیحی پیغام کی اشاعت کے حوالے سے ایک نمایاں پریسٹرین پاسٹر جناب میننس عبدالنور نے کہا: "میرا خیال ہے کہ خداوند ہماری ایمانی کمزوری کے الٹ کام کرتا ہے۔ خداوند کی مشیت بڑا کام چاہتی ہے۔ ہم اس کی مشیت کے مطابق تیزی سے کام نہیں کرسکتے۔"

قبطی چرچ کی بڑھتی ہوئی طاقت کا اظہار اس کے قدیم ترین اندازکار یعنی صحرائی خانقاہوں' بالخصوص وادی نترون کی خانقاہوں سے ہوتا ہے۔ وادی نترون قاہرہ سے ۶۰ میل شمال مغرب میں ایک بڑا نخلستان ہے۔ مصری خانقاہوں کے نظام نے صحراؤں میں جنم لیا اور بتدریج بڑھتا رہا اور ساتویں صدی میں اس وقت اپنے عروج پر تھا جب راہبوں کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ۶۴۲ء میں مصر کی فتح' اور پھر عرب - اسلامی اقتدار میں خانقاہی نظام کا زوال شروع ہوا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں قبطی راہبوں کی تعداد محض دو سو اور راہبات کی تعداد ۱۵۰ رہ گئی تھی' مگر اب پوپ شنودہ سوم کی رہنمائی میں یہ تنزل نہ صرف رک گیا ہے' بلکہ دوبارہ ترقی و عروج کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں۔

ستمبر ۱۹۸۱ء میں' اس وقت کے مصری صدر انوار السادات نے مذہبی جنوں کو سختی سے کچلنے کے اقدامات کیے' انقلابی مسلمانوں کو گرفتار کیا گیا اور پوپ شنودہ کو ان کے عہدے سے الگ کردیا گیا۔ پوپ شنودہ ساڑھے تین برس تک سینٹ بشوائے کی خانقاہ میں نظر بند رہے۔ زمانہ نظر بندی میں پوپ شنودہ نے خانقاہی نظام کو از سرنو بحال کرنے کے لیے قبطی پوپ کرلوس کے دور میں شروع کی گئی کوششوں میں مزید اضافہ کیا۔ آج خانقاہوں میں ۱۱۱۰ راہب اور آٹھ سو راہبات موجود ہیں۔ مصر سے باہر آسٹریلیا اور کیلی فورنیا (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) میں بھی خانقاہیں قائم کی گئی ہیں۔ بہت زیادہ افراد خانقاہی نظام سے وابستہ ہونے کے خواہش مند ہیں' اس طرح چرچ حکام کو بہتر انتخاب کا موقع حاصل ہے۔ آج لوگ آرام و آسائش کی زندگی ترک کرکے فقر و فاقہ' عصمت اور اطاعت گزاری کے حلف اٹھا رہے ہیں' تاہم وہ مالیات' انجینئرنگ اور طب کے شعبوں میں اپنی مہارتیں اور تجربہ خانقاہوں کو خود کفیل بنانے کے لیے استعمال کررہے ہیں۔

سینٹ بشوائے کی وسیع و عریض پاپائی خانقاہ میں پوپ شنودہ نے بتایا کہ وہ قبطی چرچ کے مسیحی ورثے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ "چوتھی صدی کے راہب پوری دنیا کے لیے روحانیت کی زندگی کے مترادف تھے۔ قبطی چرچ قدامت پسند ہے۔ ہم نے کچھ بھی نہیں بدلا۔" یہ بات سچ ہے کہ راہب اکثر قدیم قبطی زبان میں عبادات انجام دیتے ہیں۔ یہ زبان فراعنہ مصر کے زمانے کی ہے' اور پادری آج بھی متعدد وقت طلب رسمیں ادا کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بپتسمہ کے دوران میں امیدواروں کو تین بار پانی میں غوطہ دیا جاتا ہے اور کوئی تین درجن جگہ ان کے جسموں پر مقدس تیل ملا جاتا ہے۔

جب خانقاہیں ایک بار پھر آباد ہوگئی ہیں تو بطور اعتکافی مراکز اور زیارت گاہ ان کی اہمیت

بحال ہوگئی ہے۔ سکولوں کی تعطیلات کے دنوں میں طلبہ و طالبات کو وادی نترون کی خانقاہوں میں تعلیم اور روحانی تربیت کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ مزید براں یہ خانقاہیں بین الاقوامی مراکز معلومات کی شکل اختیار کرتی جارہی ہیں۔ گزشتہ سال اپریل میں ایک امریکی گروپ - "انجیلی مسیحی برائے تفہیم مشرق وسطی" (Evangelicals for Middle Eastern Understanding) - نے سینٹ بشوائے میں قبطی روحانیت پر ایک سہ روزہ کانفرنس منعقد کی تھی۔

مضمون نگار نے مسیحیوں کے خلاف مبینہ امتیازی سلوک اور حسنی مبارک کی مخالف اسلامی تنظیم "الجماعۃ الاسلامیہ" کی سرگرمیوں پر معلومات مہیا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ذرائع ابلاغ جو مسلمانوں کے زیر اثر ہیں' بعض اوقات کسی مسلمان کے حلقہ مسیحیت میں داخل ہونے کا ذکر جذباتی انداز میں کرتے ہیں۔ مئی ۱۹۹۶ء میں محمد وجدی دورا کو اس وقت روپوش ہو جانا پڑا جب قاہرہ کے ایک اخبار نے "محمد' مائیکل ہوگیا" کے زیر عنوان ایک مضمون شائع کیا۔ بعدازاں پولیس نے مسیحیت کا پروپیگنڈا کرنے کے الزام میں دورا کو گرفتار کر لیا اور اسے دوماہ جیل میں رہنا پڑا۔

"کرسچینٹی ٹوڈے" نے The World Churches Handbook کے حوالے سے لکھا ہے کہ مصر کی سالانہ شرح افزائش آبادی ۲ء۱ فیصد ہے اور مسیحی آبادی میں اضافہ اس شرح سے کم ہے' تاہم اس سے مسیحی پاسٹروں کے جوش و جذبہ میں کوئی کمی نہیں۔ عبدالنور نے "کرسچینٹی ٹوڈے" کو بتایا کہ "ہمیں مسیحیت کی تبلیغ و اشاعت سے پیار ہے۔ چرچ کا ایک کلب کے طور پر کام کرنا بے مقصد بات ہے۔" پاسٹر عبدالنور کا چرچ شہر کے امیر علاقے میں امریکن یونیورسٹی کے قریب واقع ہے۔ وہ ہر سال چرچ کے احیاء کے لیے دو بار بڑے اجتماعات کرتے ہیں اور اس مقصد کے لیے ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ چرچ کے ارکان چار چار افراد کے نام تجویز کرتے ہیں جو ان کے خیال میں مسیح کا پیغام سننے کے لیے تیار ہیں۔ گزشتہ سال' سات سو افراد نے یسوع مسیح کے پیغام کے لیے عہد کیا ہے۔

ایک دوسرے ایونجیکل جریدے Charisma نے اکتوبر ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں مصر میں مسلمانوں کی تبدیلی مذہب اور پاسٹر عبدالنور کی کارکردگی پر رپورٹ شائع کی ہے۔ مضمون نگار کی معلومات کے مطابق قاہرہ میں مقیم بعض مغربی ڈپلومیٹ پاسٹر عبدالنور کو فتنہ پرور خیال کرتے ہیں۔ ان کے بقول پہلے وہ مسلمانوں کا مذہب تبدیل کرتے ہیں' اور پھر ان نو مسیحیوں کے تحفظ کے

لیے مہم چلاتے ہیں۔ خود پاسٹر عبدالنور کے بقول "امریکی اور برطانوی سفارت خانوں کے بعض لوگ واقعی ناراض ہو جاتے ہیں۔ وہ شکایت کرتے ہیں کہ انہیں میری وجہ سے بہت زیادہ فیکس پیغام' فون اور خطوط ملتے ہیں۔" عبدالنور کا کہنا ہے کہ وہ تو محض خداوند کی اطاعت کررہا ہے۔ "میرے لیے تو ہر وقت یہی حکم ہے کہ ایک ایونجلسٹ رہوں۔ اگر اس سے کوئی پریشان ہوتا ہے تو میں اسے یسوع مسیح پر چھوڑ دیتا ہوں کہ خداوند خود اپنے مقصد کا دفاع کرے۔ میرے پاس بشارت ہے' اور اگر میں بشارت میں دوسروں کو شریک نہیں کرتا' تو میں واقعی ایک حیرت انگیز چیز سے انہیں محروم کررہا ہوں۔ میں کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کرتا۔"

مضمون نگار کی رائے میں "یہ بات تو مسلمہ ہے کہ وسطی قاہرہ میں عبدالنور کا سربفلک اور نوکدار مینار والا چرچ' جس کے سرے پر صلیب لگی ہوئی ہے' مسلم مصر کے لیے پریشان کن مسیحی موجودگی کا مظہر ہے۔ یہ چرچ پچاس برس پہلے "آزادی چوک" کے کنارے تعمیر کیا گیا تھا' جسے ایک بہت بڑی سرکاری عمارت تعمیر کرکے عوام کی نگاہوں سے اوجھل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

آج پورے مشرق وسطی اور مصر کا یہ سب سے فعال پروٹسٹنٹ چرچ ہے۔ اس کے متحرک کارکنوں کی تعداد ۸۵۰ ہے اور اس کے ہفتہ وار اجتماعات میں اوسطا" چار ہزار افراد شرکت کرتے ہیں۔ اگرچہ اس میں صرف پندرہ سو افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہے' مگر اس کے ملحقہ میدان میں ٹی - وی سرکٹ کے ذریعے تین ہزار افراد کے بیٹھنے کا انتظام کر لیا جاتا ہے۔

اجتماعات میں شرکت کرنے والوں میں زیادہ تعداد قبطی مسیحیوں کی ہوتی ہے۔ ۱۹۷۶ء میں پاسٹر عبدالنور کو اس چرچ کی مذہبی رہنمائی کی دعوت دی گئی تھی۔ عبدالنور اپنی یادیں تازہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ "ان کے یہاں آنے سے پہلے مسلمانوں تک رسائی کے لیے روح القدس کی تحریک اپنا کام شروع کرچکی تھی۔"

اسی دور سے مصری مسلمان چرچ کی سرگرمیوں میں شریک ہو رہے ہیں اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ خفیہ پولیس کے کارکن ہر اجتماع میں موجود ہوتے تھے اور سٹیج سے کہی گئی ہر بات کھلے عام ٹیپ کی جاتی تھی۔ عبدالنور کے بقول یہ "ایک اور قیدی ہجوم" تھا۔ جب عبدالنور کا چرچ توجہ کا مرکز تھا' وہ خود مصر' بلکہ پوری عرب دنیا' میں اپنی ریڈیو سروس "ایک لفظ تمہارے لیے" کی وجہ سے زیادہ مشہور تھے' یہ ریڈیو سروس "ٹرانس ورلڈ ریڈیو" کے ذریعے بیس برس تک رات گئے نشر ہوتی رہی۔ ۱۹۹۶ء میں اسے بند کیا گیا۔ ۱۵ منٹ کے وعظ پر مبنی اس سروس کو ہر ماہ

اپنے سامعین کی جانب سے کوئی سات ہزار خطوط موصول ہوتے تھے۔

گزشتہ آٹھ برس میں عبدالنور نے باقاعدگی سے "مڈل ایسٹ ٹیلی وژن" اور حال ہی میں ایک دوسرے ادارے "ایس-اے-ٹی-7" کے لیے کام کیا ہے۔ اس پر مستزاد عبدالنور نے ۴۵ سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں سے بعض قاہرہ میں بڑی مقبول ہیں۔ عبدالنور نے جتنی تعداد میں خود کتابیں لکھی ہیں، کم و بیش اتنی ہی انگریزی سے عربی میں منتقل کی ہیں۔

مسلمانوں نے پاسٹر عبدالنور کی کتابوں کا نوٹس لیا ہے۔ قاہرہ کے ایک انقلابی مسلمان نے اتفاقاً" رات کو ریڈیو پر ان کا پروگرام سنا اور پھر عام بک سٹالوں پر باآسانی دستیاب کتابوں میں سے ان کی ایک کتاب حاصل کی۔ اس وقت کے یونیورسٹی کے یہ طالب علم بتاتے ہیں کہ "تحریر اور تقریر دونوں میں ان کی عربی زبان ہر لحاظ سے درست تھی، اور اپنائیت سے مملو۔" تقریباً" وہ چار سال نجی طور پر عبدالنور سے ملتے رہے، اور ہر وہ مشکل سے مشکل سوال عبدالنور سے پوچھتے رہے جو حضرت عیسیٰ اور بائبل کے بارے میں ان کے ذہن میں تھا۔" اس شخص نے Charisma سے باتیں سے کرتے ہوئے بتایا کہ "عبدالنور نے کبھی میرے سوالوں کا جواب نہیں دیا، لیکن اسلام پر حملہ کیے بغیر انہوں نے میری آنکھیں کھول دیں۔ میں پتھر پھینکتا رہا اور وہ (ایمان کی) حرارت سے جواب دیتے رہے۔"

اس نو مسیحی نے جو اپنی ہی طرح کی نو مسیحی خاتون کے ساتھ شادی کرچکے ہیں، ابھی تک پاسٹر کے مشورے پر اپنی مذہبی تبدیلی پر خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ پاسٹر کا کہنا ہے کہ "اس وقت تک کچھ نہ بتایے جب تک وہ (مسلمان) خود معلوم نہ کرلیں۔"

عبدالنور کی رائے میں "یہ رویہ مذہب کے چھپانے کے مترادف نہیں۔ اس سے ہمیں دو برکتیں حاصل ہو رہی ہیں۔ مسیح پر ایمان میں پختگی، اور اس کے ساتھ یہ دکھانے کا وقت کہ مسیح نے تمہاری زندگی میں کتنا فرق پیدا کردیا ہے، اور پھر جب وقت آئے، خداوند کی شکر گزاری کرتے ہوئے اپنے ایمان کا اظہار کریں اور اس توفیق کو خداوند کی نعمت پر محمول کریں۔"

عبدالنور کے بارے میں Charisma کے مضمون نگار نے بتایا ہے کہ انہوں نے "نیویارک ببلیکل سیمیزی" میں تعلیم حاصل کی اور ایم - اے میں ان کے مقالے کا عنوان تھا۔ "مصر میں مسلمانوں کو کس طرح مسیحیت کا پیغام دیا جائے؟" اس مقالے نے ان کا طرز زندگی متعین کیا ہے جسے وہ پچھلے چالیس برس سے اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ ایک مسیحی مناظر ہیں، دوسروں کو حلقہ مسیحیت میں شامل کرنے کے لیے کوشاں اور اسلامیات کے ایک طالب علم۔ پاسٹرعبدالنور "ہگائی

انسٹی ٹیوٹ" کی سنگاپور شاخ میں ایک کورس "مشرق وسطیٰ کی ثقافت میں علم المسیح" پڑھاتے ہیں۔ اگرچہ انہیں امریکی شہریت حاصل ہے اور ان کا ایک بیٹا امریکہ میں مقیم ہے' تاہم ان کی بیٹی اور نواسے مصر میں ہیں۔ اس لیے وہ مصر میں اپنے چرچ کی خدمت کر رہے ہیں اور ایک ایونجلسٹ کی حیثیت سے مسلمانوں کو بائبل کا پیغام پہنچانے کے لیے مشکلات اور خطرات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ میں "میں اب تک کیوں زندہ ہوں؟ یہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے میرے احباب کی دعاؤں' مصر کی مہذب حکومت اور خداوند کی مہربانی کا نتیجہ ہے۔"